احیائے علوم اسلامیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

پہلی قسط

(احسان اللہ فہد فلاحی، شعبۂ دینیات (سنی)، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)

مغل ہندوستان میں اکبری الحاد کے استیصال کے لئے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جو مجاہدانہ اقدامات کئے تھے وہ ہندوستان کی تاریخ احیائے اسلام کا ایک روشن باب ہے۔ آپ نے اکبر کے دین الٰہی کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کے دربار کے صالح عناصر کو شریعت کا گرویدہ بنایا، بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کا فریضہ ادا کیا اور عوام میں غیر شرعی بدعات و خرافات سے نفرت پیدا کی۔ لیکن تاریخ اسلام کے محققین یہ بھول جاتے ہیں کہ سترہویں صدی میں مسلمانوں کی مذہبی، علمی اور سیاسی اصلاح و تربیت میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہے آپ نے مسلمانان ہند کے بکھرے ہوئے شیرازے کو درس حدیث کے ذریعہ منظم کیا۔ ان میں دینی اور مذہبی احیاء کی لہر دوڑائی۔ شریعت سے محبت اور بدعت سے نفرت پیدا کی اور وہ خاموش مذہبی اور اصلاحی تحریک برپا کی جس کے نتیجے میں ہندوستانی سماج کی بنیادیں بدلیں فکر و عمل کے زاوئے بدلے اور اسلامی معاشرہ کو صحیح اصولوں پر منظم کرنے کا جذبہ بڑھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۵۵۱ء - ۱۶۴۵ء) ماہ محرم ۹۵۸ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام شیخ سیف الدین تھا۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیاں عطا کی تھیں۔ وہ ایک صاحب دل بزرگ، اچھے شاعر اور پرلطف اور بذلہ سنج انسان تھے۔ لوگ انکی ظرافت و لطافت، معاملہ فہمی اور محبت آمیز رویہ کے معترف تھے۔ شیخ محدث نے اپنے والد ماجد کے بارے میں خود ہی لکھا ہے کہ "شاعری، علم، مقبولیت ذوق و شوق، ظرافت، زہد، پاکیزگی، حضور قلب اور نکتہ سنجی میں اپنے عہد میں بے مثال تھے"۔[۱] شیخ سیف الدینؒ ایک صاحب باطن اور

خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فقر و غنا اور توحید کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ تکلف و تصنع سے بالکل پاک تھے۔ شیخ محدث کا بیان ہے کہ "وہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ انھیں دنیا کی ثروت اور اسباب غنا کے حاصل کرنے کا کبھی شوق پیدا نہیں ہوا۔ دل کی توجہ تھی تو فقر و محبت کی طرف تھی" (۲) چنانچہ آپ نے اسی نہج پر شیخ محدث کی تربیت فرمائی۔ شیخ محدث کی ابتدائی تعلیم و تربیت اور خیالات کے نشو و نما میں آپ کے والد ماجد کا خاص حصہ رہا ہے۔

جب آپ تین چار سال کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد شب و روز آپ کو آغوش میں لیکر آپ کی تربیت کرنے لگے۔ اور برسوں کی ریاضت نے جو ذہنی اور قلبی کیفیات آپ میں پیدا کر دی تھیں۔ ان کو شیخ محدث کے اندر منتقل کرنے کے لئے بے چین ہو گئے۔ مسئلۂ وحدۃ الوجود کے اسرار و حکم سے بچے کو واقف کرنا چاہتے لیکن جب کوئی نکتہ بچے کی سمجھ میں نہیں آتا تو تجربہ کار باپ یہ کہکر تسلی کر دیتا" انشاء اللہ رفتہ رفتہ پردہ از روئے کار بکشاید و جمال یقین روئے نماید" لیکن ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کرتا" لیکن باید کہ دایم دریں خیال باشند و ہر مقدار کہ دست دہد سعی کنید" (۳) شیخ سیف الدین کے تعلیمی نظریات بہت بلند تھے۔ تعلیم کا مقصد آپ کے نزدیک صرف ذہن کی جلا نہ تھی بلکہ اس سے دلی اور روحانی شیفتگی بھی پیش نظر تھی۔ اسی وجہ سے آپ نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو اپنے بیٹے کے سینے میں منتقل کرنے کی پوری کوشش کی۔ شیخ محدث اپنے زمانۂ طفلی میں باپ کی تربیت کے سلسلے میں رقمطراز ہیں:" زمانۂ طفلی میں والد ماجد نے مجھے حضرات صوفیہ کے اقوال بتائے اور ظاہری چیزوں کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت کا بھی خیال رکھا۔ میں بھی آپ کے اقوال کا دلدادہ تھا۔ جب آپ خاموش ہوتے تو میں کچھ دیر کے لئے اپنے آپ کو بھول جاتا اور واقفان اسرار کی طرح ان حقائق کو دوبارہ بیان کرنے کی استدعا کرتا۔ ان میں سے بعض باتیں اپنی خصوصیات کے ساتھ ابھی تک مجھے یاد ہیں، یہ امر بہت غیر معمولی ہے۔ اس سے بڑھکر عجیب بات یہ ہے کہ فقیر کو اپنے دودھ چھٹنے کا زمانہ جبکہ عمر دو یا ڈھائی سال کی ہو گی ایسا یاد ہے جیسے کل کی بات۔ اسی زمانہ میں جبکہ والد کی تربیت و عنایت کا فیض جاری تھا میں تحصیل علم کر چکا تھا اور ان کی خدمت میں علمی بحث و تکرار میں مصروف رہتا تھا اسی شغل میں راتیں گذر جاتی تھیں۔ والد ماجد فقیر کو خصوصاً تلقین علم توحید اور تحقیق مسئلۂ

وحدت الوجود میں شرف مکالمت عطا کرتے اور خوش ہوتے تھے" (۴) ابتدائی تعلیم شیخ سیف الدینؒ نے خود ہی شروع کر دی۔ سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کرایا۔ تین مہینے کے قلیل مدت میں آپ نے قرآن حفظ کر لیا۔ پھر والد ماجد نے لکھنے کی طرف شیخ کی توجہ مبذول کرائی اور ایک مہینے کی قلیل مدت میں لکھنا سکھا دیا۔ پھر گلستاں، بوستاں اور دیوان حافظ پڑھایا۔ میزان الصرف، مصباح و کافیہ کی تعلیم دی۔ بارہ تیرہ سال کی عمر میں شرح شمسیہ اور شرح عقائد پڑھا دی۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں مختصر و مطوّل سے فارغ ہو گئے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں علوم نقلی و عقلی کے تمام گوشوں کی سیر کر لی۔ اس عمر کی پوری روئداد کو بیان کرتے ہوئے شیخ محدث رقمطراز ہیں: "والد ماجد مجھ سے یہ بھی فرماتے تھے کہ ہر ایک علم میں سے مختصر پڑھ لوگے تو تم کو کافی ہوگا۔ انشاء اللہ برکت اور سعادت کے دروازے تم پر کھل جائیں گے اور تمہیں سارے علوم بے تکلف حاصل ہو جائیں گے ان کے اس ارشاد پاک نے یہ اثر کیا کہ تحصیل علم میں مجھ کو ایسی سرعت ہوئی کہ جسکو طے زمان اور طے مکان کہتے ہیں۔ ہر علم حاصل ہو گیا۔ یعنی مختصرات نحو مثل کافیہ و لب و ارشاد وغیرہ شاید ایک ایک جزو بلکہ زیادہ یاد کرتا تھا اور اتمام تحصیل علم کے لئے اس قدر بے چینی تھی کہ اگر کوئی جزو ان مختصرات کا صحیح اور محشی مل جاتا تھا تو اس کو خود مطالعہ کر لیتا تھا۔ حاجت استاد سے پڑھنے یا دریافت کرنے کی نہ ہوتی۔ اگر بحث آسان ہوتی یا مضمون سے پہلے سے واقفیت ہوتی تو میرا فکر اس کو قبول نہیں کرتا۔ خدا جانے میں ان دنوں کیا سمجھتا تھا اور کیا دیکھتا تھا لیکن ہر کتاب کے متن اور حاشئے اور ان کے الفاظ سے پورا فائدہ حاصل کرتا اور جو کتاب میرے ہاتھ آتی یا جزو کسی کتاب کا ملتا خواہ میرے پڑھے ہوتے یا نہ ہوتے اس کو اوّل سے آخر تک دیکھنا اپنے اوپر واجب کر لیتا تھا اور میں اس امر کا مقید نہ تھا کہ شروع یا خاتمہ کتاب ملے تو دیکھوں۔ میری نظر تحصیل علم پر تھی خواہ کسی طرح پر ہو" (۵) آپ نے ان علوم سے فراغت کے بعد دہلی کے ایک مدرسہ میں داخلہ لے لیا جو تقریباً آپ کے گھر سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ آپ صبح سویرے ہی مدرسہ کے لئے پیدل روانہ ہو جاتے اور دوپہر کے وقت کھانا کھانے کی غرض سے تھوڑی دیر کے لئے گھر آیا کرتے۔ بقیہ اوقات کتابوں کے مطالعہ پر صرف کرتے۔ والد محترم بار بار کہتے کہ تھوڑی دیر محلّہ کے لڑکوں کے ساتھ کھیل لو۔ اور وقت پر سو جایا کرو تو شیخ محدثؒ والد ماجد کو جواب

مقصد دل کو خوش کرنا ہی تو ہے میری طبیعت اس سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں ...ں میں کامل دستگاہ اور علم کلام و منطق پر پورا عبور حاصل کرنے کے بعد شیخ محدث نے کچھ اور علماء و فضلاء سے بھی علم حاصل کیا لیکن شیخ نے ان بزرگوں کا نام نہیں بتایا ہے۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد شیخ محدث نے درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ کچھ دنوں تک یہ مشغلہ جاری رکھنے کے بعد حجاز چلے گئے۔ وہاں پر ۹۹۶ھ تک آپ نے مکہ معظمہ کے محدثین سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس لیا۔ پھر شیخ عبدالوہاب متقیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے شیخ محدث کو علم کی تکمیل کرائی اور احسان و سلوک کی راہوں سے آشنا کیا اور آپ کی علمی صلاحیتوں کا صحیح رخ متعین کیا۔ شیخ محدث نے شیخ متقیؒ سے مشکوٰۃ پڑھی۔ رمضان کے آخری دس دنوں میں آپکے ساتھ معتکف رہے۔ مناسک حج انہیں کے ساتھ ادا کئے۔ عرفات و مزدلفہ میں ان کی صحبت سے فوائد حاصل کئے۔ پھر درس میں مشغول ہوگئے ۲۴ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو شیخ متقیؒ کی اجازت سے مدینہ منورہ آگئے اور آخر رجب ۹۹۸ھ تک یہیں مقیم رہے۔ اور پھر مکہ معظمہ آکر مشکوٰۃ کا درس پورا کیا۔ شیخ متقیؒ نے آپ کو آداب و اوضاع ذکر، تقلیل طعام وغیرہ کی تعلیم دی۔ اور تصوف کی کچھ کتابیں پڑھائیں قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ کی تعلیم آپ نے شیخ محدث کو خاص طور سے دی۔ غرضیکہ عبدالوہاب متقیؒ نے اپنے علم حدیث کا وہ بیش بہا حصہ عنایت فرمایا جس کی شہرت سے مصر و عرب کے علمی حلقے گونج رہے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث خود لکھتے ہیں۔

"تمام کتب احادیث اور سارے علوم دینیہ حجاز کے علماء کرام سے حاصل کئے خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب متقیؒ سے ذکر وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور انکی خدمت سے بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور حصول انوار و برکات اور ترقی درجات اور علوم دینی کی نشر و اشاعت میں استقامت سے متعلق بہت سی بشارتیں سننے کے بعد بندہ وطن مالوف کو واپس ہوا" (۱۹) ان علوم سے فراغت کے بعد شیخ عبدالوہاب متقیؒ نے شیخ محدث کو ہندوستان جانے کی ہدایت کی ۹۹۹ھ میں طائف جاکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مزار کی زیارت کی۔ ۱۰۰۰ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے اور دہلی میں مسند درس و ارشاد بچھادی۔ شمالی ہندوستان کا اس زمانے میں یہ پہلا مدرسہ تھا۔ جہاں سے شریعت و سنت کی آواز بلند ہوئی۔ آپ نے شریعت و سنت کی آواز اس وقت بلند کی

جبکہ اکبر کے غیر متعین مذہبی افکار نے دین الٰہی کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ملک کا سارا مذہبی ماحول خراب ہو گیا تھا۔ شریعت و سنت سے بے اعتنائی عام ہو گئی تھی۔ دربار میں اسلامی شعائر کی کھلم کھلا تضحیک کی جاتی تھی۔ بادشاہ کی اس بے راہ روی نے عوام کی زندگی پر بھی اثر ڈالا۔ حد یہ ہے کہ مدرسے اور خانقاہیں بھی ان مسموم اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں ان حالات میں آپ نے شریعت و سنت کی آواز بلند کی۔ درس و تدریس کا یہ ہنگامہ شیخ محدث نے زندگی کے آخری لمحات تک جاری رکھا۔ ان کا مدرسہ دہلی ہی میں نہیں بلکہ سارے شمالی ہندوستان میں ایک امتیازی شان رکھتا تھا۔ سیکڑوں کی تعداد میں طلبہ استفادہ کے لئے جمع ہوتے تھے۔

شیخ محدث کا یہ دارالعلوم اس طوفانی دور میں شریعت اسلام اور سنت نبوی کا سب سے بڑا پشت پناہ تھا۔ مذہبی گمراہیوں کے باد سموم چاروں طرف سے اس دارالعلوم کے بام و در سے ٹکرائیں لیکن شیخ محدث کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش پیدا نہ ہوئی اور اپنے عزم و استقلال سے وہ کارنامہ انجام دیا جو دوسرے علماء کے نزدیک ناممکن سا ہو کر رہ گیا تھا۔

شیخ محدث سلیم شاہ سوری کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہوئے آپ نے مختلف بادشاہوں کا دور دیکھا لیکن آپ نے سلاطین یا ارباب حکومت سے کوئی تعلق رکھنا پسند نہیں کیا البتہ اکبر کے انتقال کے بعد آپ نے بادشاہوں سے تعلق رکھنا ضروری خیال کیا۔ محض اس خیال سے کہ دین کی صحیح تعلیم ان تک پہونچائی جائے۔ آپ نے رسالہ نورانیہ سلطانیہ تصنیف کیا اور اسمیں قواعد و ارکان سلطنت پر تفصیلی بحث کی۔ اس کے بعد آپ نے چالیس احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا جس میں رسول اللہ نے سلاطین کو نصیحتیں فرمائی تھیں۔ اس رسالہ کا نام ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین" رکھا۔ ۱۰۱۸ھ میں آپ جہانگیر سے ملاقات کے لئے اس کے دربار میں بھی تشریف لے گئے۔ جہانگیر نے شیخ کی وضع توکل سے متاثر ہو کر ایک گاؤں "بکروالا" جاگیر کے طور پر شیخ کے سامنے پیش کیا۔ شیخ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن بادشاہ کے پیہم اصرار پر اسکو قبول کر لیا۔ آخری زمانہ میں شیخ کے تعلقات جہانگیر سے کشیدہ ہو گئے تھے۔ آخر کار یہ آفتاب علم ۹۴ سال تک فضلائے ہند کو اپنی ضو فشانی سے منور رکھنے کے بعد ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دیتے کہ کھیلنے کا مقصد دل کو خوش کرنا ہی تو ہے میری طبیعت اس سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں یا لکھوں۔ عربی میں کامل دستگاہ اور علم کلام ومنطق پر پورا عبور حاصل کرنے کے بعد شیخ محدث نے کچھ اور علماء وفضلاء سے بھی علم حاصل کیا لیکن شیخ نے ان بزرگوں کا نام نہیں بتایا ہے۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد شیخ محدث نے درس وتدریس کا شغل اختیار کیا۔ کچھ دنوں تک یہ مشغلہ جاری رکھنے کے بعد حجاز چلے گئے۔ وہاں پر ۹۹۶ھ تک آپ نے مکہ معظمہ کے محدثین سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس لیا۔ پھر شیخ عبدالوہاب متقیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے شیخ محدث کو علم کی تکمیل کرائی اور احسان وسلوک کی راہوں سے آشنا کیا اور آپ کی علمی صلاحیتوں کا صحیح رخ متعین کیا۔ شیخ محدث نے شیخ متقیؒ سے مشکوٰۃ پڑھی۔ رمضان کے آخری دس دنوں میں آپکے ساتھ معتکف رہے۔ مناسک حج انھیں کے ساتھ ادا کئے۔ عرفات ومزدلفہ میں ان کی صحبت سے فوائد حاصل کئے۔ پھر درس میں مشغول ہو گئے ۲۴ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو شیخ متقیؒ کی اجازت سے مدینہ منورہ آگئے اور آخر رجب ۹۹۸ھ تک یہیں مقیم رہے۔ اور پھر مکہ معظمہ آکر مشکوٰۃ کا درس پورا کیا۔ شیخ متقیؒ نے آپ کو آداب اوضاع ذکر، تقلیل طعام وغیرہ کی تعلیم دی۔ اور تصوف کی کچھ کتابیں پڑھائیں قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ کی تعلیم آپ نے شیخ محدث کو خاص طور سے دی۔ غرضیکہ عبدالوہاب متقیؒ نے اپنے علم حدیث کا وہ بیش بہا حصہ عنایت فرمایا جس کی شہرت سے مصر وعرب کے علمی حلقے گونج رہے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث خود لکھتے ہیں۔

"تمام کتب احادیث اور سارے علوم دینیہ حجاز کے علماء کرام سے حاصل کئے خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب متقیؒ سے ذکر وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور انکی خدمت سے بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور حصول انوار وبرکات اور ترقی درجات اور علوم دینی کی نشر واشاعت میں متعلقہ سے متعلق بہت سی بشارتیں سننے کے بعد بندہ وطن مالوف کو واپس ہوا" (۹) ان علوم سے فراغت کے بعد شیخ عبدالوہاب متقیؒ نے شیخ محدث کو ہندوستان جانے کی ہدایت کی ۹۹۹ھ میں طائف جاکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مزار کی زیارت کی۔ ۱۰۰۰ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے اور دہلی میں مسند درس وارشاد بچھادی۔ شمالی ہندوستان کا اس زمانے میں یہ پہلا مدرسہ تھا جہاں سے شریعت وسنت کی آواز بلند ہوئی۔ آپ نے شریعت وسنت کی آواز اس وقت بلند

جبکہ اکبر کے غیر متعین مذہبی افکار نے دین الٰہی کی شکل اختیار کرلی تھی۔ ملک کا سارا مذہبی ماحول خراب ہوگیا تھا۔ شریعت وسنت سے بے اعتنائی عام ہوگئی تھی۔ دربار میں اسلامی شعار کی کھلم کھلا تضحیک کی جاتی تھی۔ بادشاہ کی اس بے راہ روی نے عوام کی زندگی پر بھی اثر ڈالا۔ حد یہ ہے کہ مدرسے اور خانقاہیں بھی ان مسموم اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں ان حالات میں آپ نے شریعت وسنت کی آواز بلند کی۔ درس وتدریس کا یہ ہنگامہ شیخ محدث نے زندگی کے آخری لمحات تک جاری رکھا۔ ان کا مدرسہ دہلی ہی میں نہیں بلکہ سارے شمالی ہندوستان میں ایک امتیازی شان رکھتا تھا۔ سیکڑوں کی تعداد میں طلبہ استفادہ کے لئے جمع ہوتے تھے۔ شیخ محدث کا یہ دارالعلوم اس طوفانی دور میں شریعت اسلام اور سنت نبوی کا سب سے بڑا پشت پناہ تھا۔ مذہبی گمراہیوں کے بادِ سموم چاروں طرف سے اس دارالعلوم کے بام ودر سے ٹکرائیں لیکن شیخ محدث کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش پیدا نہ ہوئی اور اپنے عزم و استقلال سے وہ کارنامہ انجام دیا جو دوسرے علماء کے نزدیک ناممکن سا ہوکر رہ گیا تھا۔

شیخ محدث سلیم شاہ سوری کے زمانہ میں پیدا ہوئے آپ نے مختلف بادشاہوں کا دور دیکھا لیکن آپ نے سلاطین یا ارباب حکومت سے کوئی تعلق رکھنا پسند نہیں کیا البتہ اکبر [illegible] انتقال کے بعد آپ نے بادشاہوں سے تعلق رکھنا ضروری خیال کیا۔ محض اس خیال سے [illegible] صحیح تعلیم ان تک پہونچائی جائے۔ آپ نے رسالہ نورانیہ سلطانیہ تصنیف کیا [illegible] [illegible] تفصیلی بحث کی۔ اس کے بعد آپ نے چالیس احادیث [illegible] [illegible] نے سلاطین کو نصیحتیں فرمائی تھیں اس رسالہ [illegible] [illegible] والسلاطین رکھا۔ ۱۰۲۸ھ میں آپ جہانگیر سے ملاقات کے لئے [illegible] [illegible] جہانگیر نے شیخ کی [illegible] [illegible] [illegible] سامنے پیش کیا شیخ نے [illegible] [illegible] شیخ نے [illegible] [illegible] [illegible]

تے کہ کھیلنے کا مقصد دل کو خوش کرنا ہی تو ہے میری طبیعت اس سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں
لکھوں۔ عربی میں کامل دستگاہ اور علم کلام ومنطق پر پورا عبور حاصل کرنے کے بعد شیخ محدث
یہ کچھ اور علماء وفضلاء سے بھی علم حاصل کیا لیکن شیخ نے ان بزرگوں کا نام نہیں بتایا ہے۔ تحصیل
لم سے فراغت کے بعد شیخ محدث نے درس وتدریس کا شغل اختیار کیا۔ کچھ دنوں تک یہ مشغلہ
اری رکھنے کے بعد حجاز چلے گئے۔ وہاں پر ۹۹۶ھ تک آپ نے مکہ معظمہ کے محدثین سے صحیح بخاری
ور صحیح مسلم کا درس لیا۔ پھر شیخ عبدالوہاب متقیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے شیخ محدث کو
علم کی تکمیل کرائی اور احسان وسلوک کی راہوں سے آشنا کیا اور آپ کی علمی صلاحیتوں کا صحیح رخ
متعین کیا۔ شیخ محدث نے شیخ متقیؒ سے مشکوٰۃ پڑھی۔ رمضان کے آخری دس دنوں میں آپ کے
ساتھ معتکف رہے۔ مناسک حج انھیں کے ساتھ ادا کئے۔ عرفات ومزدلفہ میں ان کی صحبت سے
فوائد حاصل کئے۔ پھر درس میں مشغول ہو گئے ۲۴ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو شیخ متقیؒ کی اجازت
سے مدینہ منورہ آ گئے اور آخر رجب ۹۹۸ھ تک یہیں مقیم رہے۔ اور پھر مکہ معظمہ آ کر مشکوٰۃ کا
درس پورا کیا۔ شیخ متقیؒ نے آپ کو آداب اوضائع ذکر، تقلیل طعام وغیرہ کی تعلیم دی۔ اور تصوف
کی کچھ کتابیں پڑھائیں قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ کی تعلیم آپ نے شیخ محدث کو
خاص طور سے دی۔ غرضیکہ عبدالوہاب متقیؒ نے اپنے علم حدیث کا وہ بیش بہا حصہ عنایت فرمایا
جس کی شہرت سے مصر وعرب کے علمی حلقے گونج رہے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث خود لکھتے ہیں۔
"تمام کتب احادیث اور سارے علوم دینیہ حجاز کے علماء کرام سے حاصل کئے خصوصاً حضرت
شیخ عبدالوہاب متقیؒ سے ذکر وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور انکی خدمت سے بہت سی نعمتیں
حاصل کیں اور حصول انوار وبرکات اور ترقی درجات اور علوم دینی کی نشر واشاعت میں استقامت
سے متعلق بہت سی بشارتیں سننے کے بعد بندہ وطن مالوف کو واپس ہوا"۔ (۹) ان علوم سے فراغت
کے بعد شیخ عبدالوہاب متقیؒ نے شیخ محدث کو ہندوستان جانے کی ہدایت کی ۹۹۹ھ میں طائف
جا کر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مزار کی زیارت کی۔ ۱۰۰۰ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے
اور دہلی میں مسند درس وارشاد بچھا دی۔ شمالی ہندوستان کا اس زمانے میں یہ پہلا مدرسہ تھا۔
جہاں سے شریعت وسنت کی آواز بلند ہوئی۔ آپ نے شریعت وسنت کی آواز اس وقت بلند کی